قادیان کے مہاجر!

ہم نہ جائیں گے کبھی اِس قادیاں کو چھوڑ کر
قادیاں ۔ دارالاماں جنت نشاں کو چھوڑ کر
جس میں برسوں رہا مسیحائے زمان
جس میں ہے مدفون اُس باغ جناں کو چھوڑ کر
سُرمۂ چشم مہاجر جس کی گلیوں کا غبار
جس میں رہتی ہے بہار اُس بوستاں کو چھوڑ کر
یہ تو سچ ہے شاندار اُن کی عمارت ہے بڑی
کس طرح جائیں مگر دارالاماں کو چھوڑ کر
وہ بُلاتے ہیں بلائیں وہ روپے دیتے ہیں دیں ۔
جائیں کیوں محبوبِ حق کے آستاں کو چھوڑ کر
چشمۂ صافی یہاں ہو اور ہم جائیں وہاں ۔
گندلا پانی پئیں ۔ آبِ رواں کو چھوڑ کر
اصل ہو کیسا ہی عمدہ خنجرِ فولاد کا
تیز ہو سکتا نہیں سنگِ فساں کو چھوڑ کر

بادہ کش اِس وقت بیشک ہیں بڑے ہی کیف میں
لطف پائیں گے نہ کچھ پیرِ مغاں کو چھوڑ کر
پھر زمینی کیڑے بن جانا بھی کوئی عقل ہے
جاتے ہو تحت الثریٰ کیوں آسماں کو چھوڑ کر
کارفرمائے حقیقت فیل کر دے گا اُسے
بھاگ جائیگا جو پیارو امتحاں کو چھوڑ کر
یہ وفاداری نہیں اب چھوڑ دیں اُس کو یہیں
ہم نے پایا تھا جسے سارے جہاں کو چھوڑ کر
تم ہمارے دوست ہو بھائی ہو کچھ دشمن نہیں
آؤ لگ جاؤ گلے ۔ اپنے گماں کو چھوڑ کر
پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی "
آؤ اکمل سے ملو! آہ و فغاں کو چھوڑ کر

مدینۃ المسیح

سیدنا اولوالعزم کی طبیعت علیل رہی ۔ اس لئے دو دن درس بھی نہ دے سکے ۔ اور نظرثانی نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس نمبر میں درس قرآن بھی نہیں دیا جا سکا ۔ ۱۱ مئی آپنے درس دیا اور فرمایا ۔ ابھی گلا ٹھیک نہیں ۔ آندھی اور بادل ہے ۔ مگر میں نے پسند نہیں کیا ۔ کہ تین دن درس نہ ہو ۔

(۲) صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب بی ۔ اے کا امتحان دے رہے ہیں ۔ احباب دعا فرماتے رہیں ۔

(۳) حافظ روشن علی صاحب دورہ سے واپس آگئے ۔ پچھلات سو کے وعدے لائے اور ڈیڑھ سو ۱۵۰ کے قریب نقد ۔

(۴) حضرت خلیفۃ اول کے خاندان میں خیریت ہے ۔ شیخ یعقوب علی صاحب سفر پر گئے ۔

ایک غلط خبر کی تردید

احمدیہ سٹیم پریس (جسمیں پیغام چھپا کریگا) کے بلا ضمانت منظور ہو جانے کی خبر پیغام میں پڑھ کر ہم نے اپنے بھائیوں کو مبارک عرض کی تھی ۔ زمیندار اور پیردیش نے ۱۰ مئی کے پرچے میں اسکی تردید کی ہے کہ پانچسو روپیہ کی ضمانت لی گئی ہے ۔

تازہ خبریں

ندوۃ العلماء کے طلباء نے سٹرائک بند کی ۔ دوسرے روز دہلی میں جلسہ ہوا ۔ اسمیں کمیٹی اصلاح ندوہ کے لئے قرار پائی ۔
گیارہ کرد پھانسی پر لٹکائے گئے ۔
مسقط کی حالت پرامن ہے ۔ انگریزی جہاز حمایت میں گشت لگا رہے ہیں ۔
خرگی کا قریب برٹش انڈیا میں لانے کی ممانعت ہے ۔

باہتمام منشی غلام رسول مینیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرۃ صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پراپرائٹر کیلئے شائع ہوا

خلیفۂ اوّل غیر مامور کو انجمن پر کیوں مطاع مانا تھا

صاحبزادہ صاحب کی نسبت اگر کہا جاوے کہ ان کا حکم انجمن کے واسطے ناطق ہوگا تو کہا جاتا ہے کہ ایک غیر مامور کو وہ رتبہ دیا گیا جو صرف ایک مامور کا حق تھا لیکن خود بھول گئے۔ کہ ۲۷ - مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفہ اوّل کے حضور کس نے یہ عرضداشت پیش کی تھی کہ "حضرۃ مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آیندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا تھا"

رائے کی وقعت نہ رہنے کا عجیب سبب

مجلس معتمدین کے ان ممبران کی رائے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت کر چکے ہیں یہ کہہ بیوقری کی جاتی ہے کہ یہ چونکہ بیعت کر چکے ہیں اور ان کی رائے درحقیقت صاحبزادہ صاحب کی رائے ہے اسلئے ان کا اعتبار نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن منکران خلافت نہیں بتا سکتے کہ انکی رائے ان کے اُس کی حالت میں کیوں مان لینی چاہیئے۔ اگر خلیفۂ وقت اور اس کے ماننے والوں کی رائے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تو منکران خلافت کی رائے کو کون پوچھتا ہے اور جب انجمن کے تمام ممبر خلیفہ اول کے ممبر تھے تو اس وقت بوجہ مرید ہونے کے اگر انکی رائے خلیفہ اول کی رائے تھی اور اس صورت حال میں انجمن کا وجود کالعدم تھا یا نہیں

ایک غلط الزام کی تردید

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ کسی نے حضرت مسیح موعود کے احکام اور فیصلہ جات کو آیندہ کیواسطے مجلس معتمدین کے لئے ناقابل عمل قرار دیا ہے یہ کام تو منکران خلافت نے اختیار کر رکھا ہے کہ سلسلہ احمدیہ کے مقدس بانی کا نام دلوں سے مٹا رہے ہیں اور آپ کے احکام کی بیقدری کر رہے ہیں اور خصوصیات سلسلہ کو نابود اور مسیح موعود کی مقرر کردہ پانچ شاخوں کو اُڑا دینا چاہتے ہیں ؛

مسجد ضرار

مسیح موعود نے قادیان میں ایک انجمن قائم کی۔ اب لاہور میں اس کے مقابلہ کے لئے ایک انجمن قائم ہو گئی۔ مسیح موعود نے ایک مقبرہ بہشتی کی بنیاد رکھی۔ لاہوری پارٹی نے ایک مقبرہ کی طیاری کر دی۔ مسیح موعود نے قادیان کو مرکز بنایا۔ اب لاہور کو مرکز بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں خدا نے قادیان کو مثابۃ للناس بنایا۔ منکران خلافت لاہور کو مرجع الناس بنانے کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ قادیان کی ہر ایک بات کی نقل اُتار رہے ہیں خدا مسجد ضرار کے نتائج سے انکو محفوظ رکھے ؛

حضرت صاحبزادہ صاحب نے کوئی الگ کمیٹی نہیں بنائی

صاحبزادہ صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ زکوٰۃ اور اشاعت اسلام کے روپیہ کا انتظام اور حساب کتاب صرف اس وقت تک ایک الگ کمیٹی کے متعلق رہیگا جب تک کہ مجلس معتمدین کا انتظام باقاعدہ نہ ہو اور جب انشاء اللہ مجلس معتمدین کی مناسب اصلاح ہو جائے گی تو پھر اس کمیٹی کی بھی علیحدہ ضرورت نہ ہوگی بلکہ یہ کام بھی مجلس معتمدین کے سپرد کر دیا جائیگا۔ پھر نہ معلوم بار بار یہ الزام کیوں دیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ اور اشاعت اسلام کا روپیہ صاحبزادہ صاحب اپنے تصرف میں لے آئے ہیں تاکہ سارے قومی روپے اور ساری قومی جائداد پر ان کا تصرف ہو جائے۔ لا تزکوا انفسکم بل اللہ یزکی من یشاء۔

قاعدہ ۱۸ کی ترمیم انجمن نے کیوں کی؟

خلیفہ اوّل کے حضور انجمن کے ممبران کی طرف سے ہمیشہ یہی ظاہر کیا جاتا رہا کہ فرداً فرداً اور بحیثیت انجمن ہم آپ کو مطاع یقین کرتے ہیں لیکن آپ کی وفات کے بعد بعض نے کہا کہ ہماری فرداً فرداً اطاعت کے یہ معنے نہ تھے کہ انجمن کی حیثیت سے بھی ہم آپکو مانتے تھے؟ ایسے نکتہ سنجوں پر مجلس معتمدین کے ریزولیوشن ۱۹۸ مورخہ ۲۶ - اپریل سنہ ۱۹۱۴ء نے موت وارد کر دی جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو انجمن کی حیثیت سے بھی مطاع مانا گیا ہے ؛

انجمن کو عملاً توڑنے کے معنے پیغام والوں کی اصطلاح میں

چونکہ صاحبزادہ صاحب نے انجمن کو اپنا حکمران تسلیم نہیں کیا اور اپنے آپ کو انجمن کے ملازمین میں داخل نہیں کیا اور عہدہ خلافت کے عزل ونصب کے اختیارات انجمن کے حق میں تسلیم نہیں کئے اور انجمن کو ایک خلیفہ گر کمیٹی نہیں مانا۔ اور اپنی کلی بے اختیاری کا اعلان نہیں کیا اور انجمن کے معاملات میں دست انداز نہ ہونے کی انجمن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اسلئے منکران خلافت کہتے ہیں کہ صاحبزادہ نے انجمن کو عملاً توڑ دیا ہے ؛

وصایا منسوخ

پیغام لاہور میں ایک دو صاحبوں کی طرف سے وصیت منسوخ کرنے کا اعلان چھپا ہے ہمنے اسپر نوٹس نہیں لیا کیونکہ پیغام والوں کا جو اصل منشاء ہے وہ کسی قدر ۵ - مئی کے پرچے میں ظاہر ہو گیا ہے اور باقی عنقریب ظاہر ہو جائیگا جب اپنی الگ انجمن بنالی ہے تو اس کے لوازمات بھی الگ ہونگے۔ دراصل ہمارے بھائی نبوت مسیح موعود اور مسیح موعود کے ماننے کو جزو ایمان ہونے سے انکار فرما چکے ہیں اب وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ حضرت اقدس کے قایم کردہ مقبرہ میں دفن ہوں اور ان کی وصیتوں کا روپیہ اس انجمن کو ملے جو حضرت اقدس نے قائم فرمائی تھی۔ افسوس ہے کہ جو قدم اٹھاتے ہیں حق سے دُور۔ ہاں یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ ماسٹر صدرالدین صاحب نے نئے مقبرہ پر تقریر کی۔ اور حسرت بھرے الفاظ میں کہا کہ زندگی میں ہمارا قادیان رہنا ناممکن ہے۔ مرنیکے بعد تو قادیان میں جگہ پا سکیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ماسٹر صدرالدین صاحب وصیت کر چکے ہیں۔ اور جس شخص نے تمام دنیاوی فوائد پر لات مارنے کا دعوےٰ رکھنے کے باوجود ابتک وصیت بھی نہ کی ہو کیا ایسے الفاظ سے اس کا منشاء سوا تفرقہ اندازی کے کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ پھر پیغام والے بتائینگے کہ حکیم نور محمد کا سلسلہ سے کہانتک تعلق ہے اور آیا ان کے عقائد آپ کے عقائد سے بالکل مطابق ہیں۔ اور کیا ہدایت اللہ صاحب اور حکیم نور محمد صاحب وصیت کر کے سارٹیفکیٹ حسب قاعدہ حاصل کر چکے ہیں۔ اگر کر چکے ہیں تو وصیت کا کیا نمبر ہے۔ تقویٰ کرو اور خدا سے ڈرو ؛

عمر بن عبدالعزیز

کہا جاتا ہے کہ ثم تکون خلافۃ علٰی منہاج النبوۃ ثم سکت عمر بن عبدالعزیز کے بارہ میں ہے حالانکہ مشکوٰۃ مطبوعہ مطبع احمدی میں اسی فقرے کے نیچے لکھا ہے المراد بہ زمن عیسٰی والمہدی۔ معلوم نہیں ہمارے دوست نبی کریمؐ کی نظر کشفی کو کیوں چند سالوں کے واقعات میں محدود کرتے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کی مخالفت کے اور بھی پہلو نکل سکتے ہیں حضرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جس امر سے ثابت ہو اس میں تو متفق رہنا چاہیئے ؛

خلیفہ کی تعیین

کہتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خلافت کی تعیین انکے پیشرو نے نہیں فرمائی۔ سبز اشتہار پڑھو ارسال خلفاء کا وعدہ بشیر ثانی محمود سے متعلق کیا ہے یا نہیں حقیقۃ الوحی میں صاف لکھا ہے یا نہیں کہ میرا جانشین ہوگا۔ مولوی شیر علی صاحب کا مضمون پڑھو (الفضل یکم اپریل) اس میں کئی ثبوت ہیں اسبات کے کہ آپنے تعیین کی۔ امام صلوٰۃ وجمعہ بنانا بھی اسی کا شعبہ ہے وصیت کے الفاظ میں اہل بیت کا ذکر ہونا بھی وغیر ذلک۔ دوم خلیفہ تو خدا بناتا ہے تعیین بالصراحت کرنا تو ٹھیک نہ تھا پھر یہ بھی غلط ہے کہ آپ قوم کے مشورے سے نہیں بنے آج تک منکران خلافت اس سے بڑا اجتماع کرنے پر قادر نہیں ہوئے۔ کیا اڑھائی ہزار آدمی کہیں جمع ہو باوجود تاروں پر تار اور خطوں پر خط لکھنے کے۔ باقی رہے جماعت کے چیدہ معززین۔ ذرا ان کے نام تو گنوائیے۔ تعجب ہے کہ بڑا حصہ جماعت کا ان چیدہ معززین کی غلطی سمجھتا ہے دوم وہ چیدہ معززین تو سرے سے خلافت ہی کے قائل نہیں ان سے تعیین خلافت پر رائے لینا فضول ہے

طلحہ و زبیر

کہا جاتا ہے۔ طلحہ و زبیر نے حضرت علی کی بیعت سے انکار کیا حجج الکرامہ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۴

"دو کسے را بسوئے طلحہ و زبیر فرستاد آں ہر دو نیز بیعت کردند"

جس سے ثابت ہے کہ انہوں نے بیعت کی۔ بعد میں طالب قتل قتلہ عثمان ہوئے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل
۱۳ ۔ مئی سنہ ۱۹۱۴ء

امیر کے اختیارات

عرضِ حال

۲۶ ۔ اپریل ۱۹۱۴ء کے پیغام میں "اہل انصاف کی توجہ کے قابل" کے عنوان سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کا ایک مضمون چھپا تھا ۔ گو وہ نفس مضمون کے لحاظ سے اس قابل نہ تھا ۔ کہ اس پر کچھ لکھا جائے ۔ خصوصاً جبکہ احمدی و غیر احمدی اب صاف صاف دیکھ رہے ہیں کہ پیغامیوں کا ہر ایک قدم احمدیت سے زیادہ دور اور غیر احمدیت کی طرف زیادہ قریب پڑتا جاتا ہے ۔ اور خلیفۃ المسیح ثانی کی مخالفت کے پردہ میں احمدیت ہی کا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں ۔ اور پھر اس غرض کے حاصل کرنے کیلئے ہر ایک افتراء تک دریغ نہیں کرتے ۔ کیا اگر خلافت کوئی ایسی ہی چیز تھی ۔ کہ جس کے قبول کرنے پر تو قومی اور امام کی وصیت کے مطابق ملکر کام کرنے کی بجائے علیحدہ ہو کر کام کرنیکو اور دار ہجرت اور قادیان کے ترک کرنیکو ترجیح ہو ۔ بلکہ جس کو ۶ سال تک خلیفہ خلیفہ کہتے اور لکھتے رہے ۔ اور جس کی بیعت امام کے جنازہ کے سامنے کی ۔ اور جس کی ہر ایک فتوے کو واجب التعمیل قرار دیتے ہو ۔ اسکو امام کی وصیت کا توڑنیوالا اور غاصب قرار دینا اور ساری کی ساری جماعت کو جو ابدال کا مجموعہ اور رضائے قدوس کی قائم کردہ جماعت تھی ۔ امام کے جنازہ کے موجود ہوتے ہی اس بدترین گمراہی میں پھنس جانیکے فتویٰ کی ترجیح ہو تو پھر اسی امام کی اس کامیابی کا کیا حال ہوتا ہے پھر اس پر طرفہ یہ کہ مصلح موعود میاں مبارک ٹھہرائے گئے جو لڑکپن ہی میں چل بسے ۔ تو اس پیشگوئی کا تو جو حشر ہوا ۔ سو ہوا ۔ یا امام کی جو شان ظاہر ہوئی ۔ سو ہوئی ۔ مگر آئندہ کی امید کا بھی فیصلہ ہوا ۔ پھر مرزا صاحب کو تو اکیلا نبی نہ کوئی کہہ سکتا ہے ۔ اور نہ انھوں نے خود اپنے آپکو کہا ہے ۔ اور نہ اس قرآن و حدیث میں ہے جو کہ پیغامیوں اور خصوصاً مرزا یعقوب بیگ صاحب کے نزدیک معتبر ہیں ۔ تو اب اور ونکے لئے یہ مشکل ہے کہ صحیح مسلم میں جو کہ گو بعض کے نزدیک اس بخاری سے بھی مقدم ہے جسکو اصح الکتب بعد کتاب اللہ البادی صحیح البخاری کہا گیا ہے لیکن صحاح ستہ میں سے دوسری نمبر پر تو اس کو ضرور ہی رکھا گیا ہے اس میں نواس بن سمعان کی مشہور حدیث ہے جس کو وہ آنحضرۃ کیطرف نسبت کر کے کہتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے ۔ فیبنزل نبی اللہ اور اس ایک حدیث میں چار دفعہ مسیح موعود کو آنحضرت صلعم نے نبی اللہ کا اکیلا لفظ فرمایا ہے ۔ اور اس سے ظاہر ہے ۔ کہ جو نبی اللہ نہیں ۔ وہ موعود کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ آنحضرت نے اپنے موعود کو نبی اللہ پہلے سے فرما دیا ہوا ہے ۔ باقی یوں تو حضرت موسیٰ ع کے بعد کے سب اسرائیلی انبیاء تھے کہ حضرت مسیح ناصری ع بھی حضرت موسیٰ ع کے امتی ہی تھے ۔ اور سب پر حضرت موسےٰ ع کی شریعت کی اتباع لازم اور واجب تھی اور ہر ایک آپ ہی کے فیضان اور آپ ہی کی شریعت کی برکت سے نبی اور رسول بنے ہیں ۔ بلکہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی بعثت سے پہلے ابراہیمی طریق پر عبادت کرتے تھے ۔ اور بعد میں تو واتبع ملۃ ابراھیم حنیفاً ۔ موجود ہے ۔ آخر دنیا ایسی نادان نہیں ۔ کہ ایسی تحریروں کے اصل نصب العین کو نہ جانے ۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب نے جو بڑے زور و شور کے ساتھ لکھا تھا ۔ کہ کہتے ہیں کہ جماعت کے کثیر حصہ نے خلیفہ کی بیعت کر لی ہے ۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر کم از کم تین لاکھ کی فہرست شائع کریں ۔ کیونکہ مسیح موعود نے چار یا پانچ لاکھ لکھا ہے ۔ تو حضور کی یہ تحریر بھی جس ارادت کی راہ نمائی کر رہی ہے ۔ وہ احمدیوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں ۔ الغرض کہ یہ وہ باتیں ہیں ۔ جو کہ احمدیوں کے سمجھانے کیلئے خود کام کر رہی ہیں ۔ اور ہمارے جواب دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں چھوڑتیں ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اہل انصاف سے تو اپیل کیا ہے اور دیا ہے مغالطہ اسلئے مجھے اس پر کچھ لکھنا پڑا ہے ۔ دنیا میں یہ ایک عام غلطی لگتی ہے ۔ کہ بعض امور محض بطور ابتلاء پیش آ کر اعلیٰ درجہ کے نتائج ظاہر کر دیتے ہیں ۔ تو لوگ کوتاہ اندیشی سے اس نتیجہ پر نظر کر کے اس امر کی خوبی کے قائل ہو جاتے ہیں مثلاً بنی اسرائیل پر دو دفعہ ابتلاء مقدر تھا ۔ تو دونوں دفعہ دشمن ان کے شہروں میں گھس گئے ۔ اور دشمن نے بڑی کامیابی اور بنی اسرائیل نے بڑی تباہی اور بربادی حاصل کی ۔ اسی کے مطابق مسلمانوں میں بھی ہونا تھا ۔ مثلاً ہلاکو خان کا حملہ اسی طرح ابتلاء تھا ۔ اسلامی لشکر کے اہل دل نے گواہی دی ہے کہ ہم نے یاایھا الکفار اقتلوا الفجار فرشتوں کو کہتے ہوئے اسوقت سنا ہے ۔ پس دشمن کی کامیابی کے بعض اسباب اس وقت بطور ابتلاء ہو گئے ۔ اور لوگ انکو کامیابی کا ذریعہ یقین کرنے لگ پڑے ۔ مدینہ منورہ کی خفیہ کمیٹی اگر ابتلاء کے طور پر حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض اور ان کے بعد کے بعض خلفاء و علماء کے قتل پر کامیاب ہو گئی تو ان کا یہ فعل کامیابی کا ذریعہ قرار دینا عقلمندی نہیں ۔ اسی طرح دجالی فتنہ کے وقت بعض امور محض بطور ابتلاء ہیں ۔ اور لوگ ان کے نتائج کی خوبی پر نظر کر کے ان کو کامیابی کا ذریعہ یقین کرتے ہیں ۔ اور پھر ہر طرح سے اپنی کتابوں سے اُن کے حوالے نکالنے کی دوسری غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ اس وقت خداوند تعالےٰ نے بعض اقوام کو ابتلاء کے طور پر ترقی اور مال و جاہ دیا ہے ۔ اور ان کی مالی ترقی کے اکثر ذرائع میں سود کو دخل ہے ۔ تو کچھ حصہ اہل اسلام کا پہلے سود کی خوبی کا دلدادہ ہوا اور پھر قرآن و حدیث سے اس کے جواز کا ثبوت پیش کرنے لگ پڑا ۔ اسی طرح عورتوں کا بے پردہ ہونا اور پالیٹکس کی بعض خاص شاخیں اور حکمرانی کے خاص طریق جن میں سے پارلیمنٹ کا طریق بھی ہے اور ویسے لوگ جیسے ایسے ابتلائی امور کی خوبی کے قائل ہونے میں غلطی کرتے ہیں ۔ ایسے ہی ان کے کتاب سے ثابت کرنے میں بھی غلطی کرتے ہیں ✢

اور ڈاکٹر صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ۔ پہلے تو بعض اقوام کی ترقی کو دیکھ کر ان کے موجودہ طریق حکمرانی کے دلدادہ ہوئے ۔ اور پھر قرآن مجید سے اسکا ثبوت دینے میں بہت بڑی غلطی کی ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت جو طریق پارلیمنٹ کا رائج ہے ۔ وہ یہ ہے ۔ کہ کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے ۔ اور بادشاہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا ۔ اور اُس کو ترقی کا اعلیٰ ذریعہ سمجھا جاتا ہے ۔ یہی حق ہے اور آیت وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ میں اسی کو بیان کیا گیا ہے ۔ اور وامرھم شوریٰ بینھم سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے ۔ کہ سب کام مشورہ سے ہوا کریں ۔ اور مشورہ یونہی لغو تو نہیں کیا جاتا ۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس کا حکم نہ ہوتا ۔ بلکہ اس سے اعراض کا حکم ہوتا ۔ نیز اس کے بعد فرمایا ہے ۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اور سب جانتے ہیں ۔ کہ ف تعقیب کی ہے ۔ جس کے صحیح معنے یہ ہیں ۔ کہ مشورہ کے بعد جو تو عزم کرے ۔ پس تو خدا پر بھروسہ کر کے وہ کام کر لے ۔ اس کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ مشورہ کر لو ۔ اور پھر جیسی تمہاری مرضی ہو ۔ وہی کرو ۔ یہاں فا دخل ماشئت نہیں ۔ بلکہ صاف لفظوں میں یہ معنے ہیں ۔ کہ مشورہ کے بعد پھر جو مصمم ارادہ ہو ۔ اُسی پر عمل کرنا چاہئے عزم کا لفظ انگریزی لفظ ریزولیوشن کا ترجمہ ہے ۔ اور اس سے پہلے فاء تعقیب ہے جس سے ہر ایک اہل علم یہ سمجھ سکتا ہے ۔ کہ مشورہ کے نتیجہ پر عزم کا حکم ہے ۔ پھر آگے فرمایا ہے کہ ہاں اگر امیر صاحب وحی ہو ۔ تو پھر جب وحی ہو جائے ۔ تو اس کے مطابق عمل ہو اور اسی کے مطابق حضرت مسیح موعود نے انجمن شوریٰ بنائی ۔ اور اُس کے فیصلہ کو قطعی کہا ۔ الخ

مگر جو امیر صاحب وحی نہ ہو۔ تو اس کی نسبت فرمایا ہے۔ فان تنازعتم فی شیئٍ فردوہ الی اللّٰہ والرسول یعنی پھر قرآن و سنت پر فیصلہ کرو۔ نہ کہ امیر کی طرف لوٹاؤ۔ اگر ایسا ہو۔ تو پھر آیت اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللّٰہ کے خلاف ہوگا۔ الخ۔ یہ ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب کے ارشاد کا خلاصہ ۔

جواب

اب میں اس کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ یہ ساری بحث دو باتوں کے تصفیہ سے فیصلہ ہو جاتی ہے ۔

اوّل یہ کہ جیسے اسوقت ووٹ لئے جاتے ہیں۔ اور کثرت رائے پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ کیا قرآن مجید اور احادیث سے یا آنحضرت صلعم اور خلفاء راشدین اور قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر کے تعامل سے اسکا کافی ثبوت ملتا ہے یا نہیں۔ اگر اس کا ثبوت ملتا ہے تب تو بیشک ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہے۔ جو طریق حکومت کا آجکل پسند کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے ۱۳ صدیاں پہلے اُس کی تعلیم دی ہے۔ اور اگر یہ ثابت نہ ہو۔ تو یہ کہنا محض مغالطہ ہے ۔

لیکن ہم صاف صاف کہتے ہیں۔ کہ انشاء اللّٰہ ڈاکٹر صاحب کبھی اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ نبی کریم صلعم اور خلفاء رض کے زمانہ کی بہت سی مجالس شوریٰ کی تفصیل کتابوں میں درج ہے۔ ان کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجلس میں امیر نے ایک امر پیش کیا ہے۔ ہر ایک شخص اُس کی نسبت اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اُس کے دلائل اور وجوہات بھی پیش کرتا ہے۔ دوسرا اٹھتا ہے۔ وہ اپنی رائے بیان کرتا ہے اور اُس کے وجوہات پیش کرتا اور دوسروں کی راؤں کی تنقید کرتا ہے جب دور ختم ہوتا ہے۔ تو امیر ان بیان شدہ راؤں میں سے کسی ایک کو خواہ کثرت اُس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ترجیح دیتا ہے۔ اور اُس پر اپنے عزم کا اظہار کرتا ہے یا وہ خود ایک ایسی نئی رائے پیش کرتا ہے۔ جو کسی ممبر نے پہلے پیش نہیں کی۔ ہاں وہ اپنی رائے کے وجوہات بھی پیش کرتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے بعض کو اس کی بات سے تسلی نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی وہ اس اپنی خالص رائے پر عزم کر لیتا ہے اور بعد ازاں تسلی پانیوالوں کو بھی اُس کی بات حق معلوم دینے لگتی ہے۔ پس یہ کوئی قاعدہ نہیں رکھا گیا۔ کہ کثرت رائے پر فیصلہ ہو اور کثرت رائے پر امیر کیلئے عمل کرنا ضروری ہے یا ہوگا ۔

امیر شوریٰ کی کثرت رائے کا پابند نہ تھا

دوسری بات جو کہ یہاں پر معلوم کرنی نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ مشورہ دریافت کرنا تو ضروری ہوا۔ مگر کیا قرآن مجید حدیث یا تعامل خلفاء اور قرون ثلثہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک شخص کا یا دو یا تین یا اکثر کے مشورہ کا قبول کرنا امیر پر ضروری اور لازم ہے ڈاکٹر صاحب نے دلیل تو عجیب دی ہے۔ کہ اگر امیر پر اسکا ماننا ضروری اور لازم نہیں۔ تو وہ لغو ہوا۔ ہم سنا کرتے تھے۔ کہ جاہلوں کو جب سمجھایا جائے۔ کہ یہ امر فرض نہیں۔ تو پھر وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ تب حرام ہی ہوگا۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ حرام نہیں۔ تو پھر سمجھتے ہیں۔ کہ فرض ہی ہے اور درمیانی سب ابواب نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ کہ اگر اُس کا قبول کرنا لازم نہیں تو پھر لغو ہوا ۔

مشورہ کی اصل غرض

ڈاکٹر صاحب اگر کسی سے دریافت کر لیتے کہ مشورہ کی اصل غرض کیا ہوتی ہے۔ تو شائد اس غلطی میں واقع نہ ہوتے۔ مشورہ کی اصل غرض تو یہ ہوتی ہے۔ کہ دریافت کرنیوالے کو اس امر کے مختلف پہلوؤں کا علم اور ان کے نفعوں اور ضرروں اور اُن کی وجوہات کا پتہ لگ جائے۔ تا کہ وہ اُن کی اعانت سے کسی امر کو علےٰ وجہ البصیرت ترجیح باسانی دے سکے یہی وجہ ہے۔ کہ جس رائے کو وہ منظور نہیں کرتا۔ وہ بھی لغو نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے بھی اُس کو یہ فائدہ ضرور ہوا کہ یہ پہلو کچھ مفید یا طاقتور نہیں ورنہ تو پھر جیسے راؤں میں سے ایک کو لیا۔ اور دوسری کو ترک کیا تو پھر بقول ڈاکٹر صاحب اس متروک رائے کا دریافت کرنا لغو ہوا۔ کیونکہ نہ اُس کو قبول کیا گیا ہے اور نہ واجب القبول قرار دیا ہے اسی طرح اس سے نزول توفیق اور نزول برکت بھی ہوتا ہے۔ اور اس سے ان کی تطییب قلب بھی ہوتی ہے کہ جنکو مشورہ میں شریک کیا جاتا ہے ۔

یہ ساری غلطی اسی وجہ سے لگی ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے وشاورھم فی الامر کے یہ معنی خیال کر رکھے ہیں کہ تو لوگوں کی کثرت رائے پر عمل کر! حالانکہ نہ شاورھم کے معنی کثرت رائے کے ہیں۔ اور نہ مشورہ پر عمل کرنے کے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کسی سے سن کر ف تعقیب کے لئے ہے۔ تو آپ نے اس سے اس بات پر استدلال پکڑا۔ کہ جب فاء تعقیب کے لئے ہے۔ تو پھر اس سے ہر ایک اہل علم سمجھ سکتا ہے۔ کہ مشورہ کے نتیجہ پر عزم کا حکم ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے محض علمی رعب جتلانے کیلئے یہ لکھا ہے۔ ورنہ وہ خود بھی اُس کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو دوسرے علم کیا سمجھیں گے۔ بھلا اہل علم فاذا عزمت کو عزم کا حکم قرار دیگا؟ ڈاکٹر صاحب حکم تو یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ کر یا یہ نہ کر۔ اگر یہاں پر عزم کا تو ہرگز حکم نہیں ہے۔ پھر تعقیب کے یہ معنی ہیں۔ کہ ف کے بعد جو امر مذکور ہے۔ وہ اس کے بعد واقع ہو جو کہ ف سے پہلے ہے چنانچہ یہاں پر پہلے ہے شاورھم اور بعد میں ہے۔ اذا عزمت تو ف سے یہ ثابت ہوا۔ کہ عزم مشورہ کے حکم کے بعد ہو اور بس۔ اور ظاہر ہے کہ مشورہ جب کوئی دریافت کرتا ہے۔ تو اسوقت اوّل تو دریافت کرنے والے کی کوئی خاص رائے ہوتی ہی نہیں۔ اور اگر ہو بھی۔ تو پھر عزم اور جزم نہیں ہوتی۔ اور احتمال ہوتا ہے۔ کہ مشورہ میں شائد کوئی اور صورت پسند آجائے۔ یا اُس رائے میں کوئی نقص معلوم ہو جائے۔ اس لئے پہلے ہی جزم نہیں ہوتا۔ ہاں مشورہ کے بعد دریافت کرنیوالے کو اپنی پہلی رائے یا دوسرے کسی کی رائے یا کوئی اور ہی صورت ذہن میں آکر پسند ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہ اس پر عزم و جزم کر لیتا ہے لیکن جس طرح عزم کے حکم کا فلسفہ کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اسی طرح فاء کے تعقیب کے لئے ہونے سے یہ لازم آنا کہ جو رائے کسی نے دی ہے۔ دریافت کرنیوالا ضرور اُس کو قبول کر کے اُس پر عزم کرے ایک ایسی منطق ہے۔ جسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ مخالف مولویوں کو یہ الزام دیا جاتا تھا۔ کہ یہ لوگ قرآن مجید میں اپنی طرف سے ازاد کر لیا کرتے ہیں۔ مگر اب تو الزام دینے والے بھی وہی کرنے لگے ۔

تعقیب کا لفظ بول کر مشورہ کے نتیجہ پر عزم کا حکم نکالنا ڈاکٹر صاحب کا کوئی خاص اہل علم سمجھے تو سمجھے لیکن اور اہل علم کی سمجھ سے یہ امر بالا ہے۔ کہ فاء تعقیب کے "مشورہ کے نتیجہ پر" سمجھا جائے۔ یا عبارت کے معنے یہ ہو جائیں۔ پس اصل متنازعہ فیہ امر پر ف کا تعقیب کے لئے ہونا کوئی روشنی نہیں ڈالتا۔ کہ جو رائے کوئی دے ضروری اُس کو قبول کیا جائے۔ اور اُسی پر عزم کیا جائے نہ اس آیت کریمہ میں کوئی لفظ ہے۔ جو اس پر دال ہو۔ اور نہ کوئی اور آیت یا حدیث یا تعامل اس کو ثابت کرتا ہے۔ کہ ضرور اس رائے یا ان راؤں کو قبول کیا جائے۔ جو اہل مشورہ اسکو دیں۔ بلکہ بہت سے ایسے نظائر موجود ہیں۔ کہ ان سے صاف صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ بعض مجالس شوریٰ میں خلیفہ وقت نے خالص اپنی رائے پر عزم کیا۔ اور دوسری سب راؤں کو ترک کر دیا۔ اسی طرح یہ بھی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ کثرت رائے پر فیصلہ ہو۔ تو اب جسقدر مختلف رائیں دیجاوینگی۔ اُن میں سے کسیکو قبول اور کسی کو ضرور رد کیا جاویگا۔ بلکہ بعض اوقات کل قابل رد ہونگی۔ اور دریافت کرنے والا اُن کے سوا کسی اور رائے پر عزم کریگا۔ تو جب کثرت رائے پر عمل کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ کسی آیت اور حدیث کی تصریح یا اشارہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دریافت کرنیوالا ضرور ان راؤں کو قبول کر کے اُن پر عزم کرے۔ جو کہ اہل مشورہ نے دی ہیں۔ تو پھر ڈاکٹر صاحب کا اخبار "الفضل" پر غصہ ہوتا کہ اس نے لکھا ہے کہ یہاں سے یہ ثابت نہیں ہوتا

کہ وہ ان کے مشورہ کو قبول بھی کرے - اور عصہ سے یہ کہنا - کہ یہ گول مول بات ہے - اہل انصاف یہ خیال کریں - کہ یہ گول مول ہے - یا ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ فاء تعقیب کیلئے ہے - لہذا مشورہ کے نتیجہ پر غور کرنے کا حکم ہے -

اور اسی اصل مضمون میں ڈاکٹر صاحب نے آیۃ کریمہ یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول الآیہ درج کی ہے - اور پھر لکھا ہے - کہ اس میں یہ بتایا ہے - کہ اگر جھگڑا ہو جائے یا اختلاف ہو جائے - خواہ آپس میں یا امیر کے ساتھ بھی - تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو - یہ نہیں فرمایا - کہ جب جھگڑا ہو جائے - تو امیر جو فیصلہ کرے وہ قطعی ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب کی اس تفسیر میں **پہلی بات** تو یہ غلط ہے - کہ "خواہ آپس میں (وہ جھگڑا ہو) یا امیر کے ساتھ بھی"۔ "**یا امیر کے ساتھ بھی**" محض اپنے پاس سے داخل کیا ہے - ورنہ قرآن مجید کے الفاظ نہ اس پر دال ہیں اور نہ ان کے نیچے آسکتا ہے - کیونکہ فان تنازعتم میں وہی مخاطب ہیں جنکو ابتدائے آیت میں یاایہا الذین آمنوا کے ساتھ پکار کر اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کا حکم دیا ہے - اور اولی الامر بصورت مومن ہونیکے گو الذین آمنوا میں داخل ہو - لیکن یہ اولوالامر ان مومنوں میں داخل نہیں جنکو اطاعت اولی الامر کا حکم دیا گیا ہے جسطرح کہ رسول اللہ بھی بلحاظ اول المومنین ہونیکے الذین آمنوا میں داخل ہیں لیکن انمیں داخل نہیں جنکو اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر کا حکم دیا گیا ہے اور نیز یہ عام قاعدہ ہے - کہ جب کسی خاص کے مقابلہ میں عام کو ذکر کیا جاتا ہے - تو اس عام سے مراد اس خاص کے ماسواء ہوا کرتا ہے تو جب ابتداء کلام میں اولی الامر اور رسول اللہ کے سوا دوسرے مومن مخاطب ہوئے - اور انہیں اطاعت رسول اللہ اور اطاعت اولی الامر کا حکم ہے - تو پھر فان تنازعتم میں بھی یہ داخل نہ ہونگے بلکہ ان کے ماسواء دوسرے مومن مراد ہونگے - اگر یہ نہیں تو پھر جسطرح اولی الامر تنازعتم میں داخل ہونگے - اسی طرح رسول اللہ بھی داخل ہونے چاہئیں - ہاں جن باتوں کا یہ دوسروں کو حکم دیتے ہیں - اگر تخصیص کی کوئی خاص وجہ نہ ہو - تو اس پر خود بھی عمل کرتے ہیں - مگر یہ امر دیگر ہے - اور اس عبارت میں قواعد زبان کے مطابق داخل ہونا چیز دیگر ہے۔۔۔۔

دوم

امیر کی اطاعت نہ رسول کی اطاعت ہے ڈاکٹر صاحب نے جو یہ لکھا ہے - کہ اگر "جھگڑا ہو - تو اللہ اور رسول اللہ کیطرف رجوع کرو - یہ نہیں فرمایا - کہ جب جھگڑا ہو جائے - تو امیر جو فیصلہ کردے - وہ قطعی ہوگا" جس سے یہ معلوم ہوتا ہے - کہ ڈاکٹر صاحب نے امیر کے فیصلہ کو اللہ اور رسول کے فیصلہ کے مقابل خیال کیا ہوا ہے - حالانکہ امیر کی تو بیعت ہی اطاعت فی المعروف پر ہے - صحیح مسلم کی حدیث ہے - ان امر علیکم عبد مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا پھر صحیح مسلم ہی کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا - کہ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن یعصنی فقد عصی اللہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی اور جسطرح امیر کی اطاعت فی المعروف ہے اور اسکی اطاعت اطاعت رسول اللہ ہے - اسیطرح رسول اللہ کی بیعت میں قرآن مجید نے لا یعصینک فی معروف فرمایا ہے - اور اطاعت رسول اطاعت اللہ ہے پھر حدیث میں مطلق لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الاطاعۃ فی المعروف بھی آیا ہے - تو کیا اس سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے - کہ جب اطاعت فی المعروف ہی ہے - اور کسی کی اطاعت فی معصیۃ اللہ جائز نہیں یہاں تک کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ بھی آیا ہے - تو پھر نعوذ باللہ منہ رسول اللہ کے فیصلہ کی بھی نہ کوئی ضرورت رہی اور نہ وقعت کیونکہ جسطرح اولوالامر کے بارے میں اللہ اور رسول کے حکم پر فیصلہ کرتا ہے اور ان کے حکم کو انسان خود معلوم کر سکتا ہے اسی طرح اطاعت بھی معروف ہی میں کرنی ہے - اور معروف کا پتہ ہر ایک لگا سکتا ہے اسی طرح علیکم بسنتی وسنۃ خلفائی - کی اتباع تو کچھ چیز نہ رہی - اسیطرح جب نزاع کیوقت اللہ اور رسول کی طرف رد کرنے سے امیر کے فیصلہ کی نہ ضرورت رہتی ہے اور نہ اسکا کوئی دخل ہوتا ہے تو پھر امیر کے حکم سے جو قضات مقرر ہوتے ہیں - نزاعوں کے فیصلہ کیلئے وہ بھی غلط ہوا - کیونکہ اللہ اور رسول کیطرف رد کرنیکا حکم ہے - نہ کہ امیر کے مقرر کردہ قضات کیطرف اور اللہ رسول کا حکم اور فیصلہ ہر ایک خود معلوم کر سکتا ہے اور اگر ان کے فیصلہ کی کوئی ضرورت اور دخل ہے تو پھر وہ امیر ہی کی نیابت میں کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے آخری مرافعہ اسی کے پاس ہوتا ہے اسی حق کی طرف "الفضل" نے متوجہ کرنیکے لئے لکھا تھا - کہ اگر ایسا ہی ہے کہ امیر کا کچھ دخل نہیں - تو پھر فیصلہ کسطرح ہوگا - اور ڈاکٹر صاحب کو لازم تھا - کہ فیصلہ کی کوئی معتاد اور مروج معروف راہ بتاتے لیکن آپنے اس حق صریح کو گول مول کہہ کر اپنا پیچھا چھڑایا - حالانکہ گول مول تو آپ کر رہے ہیں - کہ فیصلہ کی کوئی معتاد راہ نہیں بتاتے اور عذر دوسرے کے نکالتے ہیں۔

آیت کا صحیح مطلب اصل بات تو یوں تھی - کہ خداوند تعالے نے پہلے اطاعت اللہ اور اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر کا حکم دیا اور اللہ اور رسول براہ راست تو آکر اپنے احکام کی اطاعت نہیں کراتے۔ اور امیر کی اطاعت بھی ان پہلے دونوں قسم کے حکموں سے باہر اور کچھ نہیں جنکو بلفظ دیگر معروف کہتے ہیں - کیونکہ اس کی اطاعت فی المعروف ہی ہے - بلکہ وہی ان کے احکام کی اطاعت کرانیوالا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلعم اس کی اطاعت اور نافرمانی کو اپنی اطاعت اور نافرمانی قرار دیتے ہیں جیسی کہ اپنی اطاعت اور نافرمانی کو اللہ کی اطاعت اور نافرمانی قرار دیتے ہیں - اور ظاہر ہے - کہ تنازع کیوقت انسان کسی کی اطاعت کیوجہ سے کم ہی اپنی بات چھوڑ کر اطاعت پر آمادہ ہوا کرتا ہے اس لئے ان تین اطاعتوں کے ارشاد کے بعد فرمایا۔

کہ تو اگر تم آپس میں جھگڑ پڑو - اور امیر کی اطاعت کو ایک معمولی بات خیال کر کے اس کے فیصلہ اور حکم یا اس کے نائب کے فیصلہ اور حکم کی اطاعت نہ کرو اور اپنی بات کو نہ چھوڑو - تو اس وقت تم اس امیر کی اپنی ذاتی حیثیت کو نہ دیکھو - کہ وہ اطاعت فی المعروف اور اللہ اور رسول کے حکم کی اطاعت کرا رہا ہے اور اس کے فیصلہ اور حکم کی اطاعت اللہ اور رسول کے حکم کی اطاعت ہے - پس اس کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو - تاکہ تمکو یہ سمجھ آئے کہ اللہ اور رسول پر ایمان لا کر تو پھر تمکو چارہ نہیں - کہ اس کی اطاعت نکریں - کیونکہ جب اسکی اطاعت اللہ کی اور اسکے رسول ہی کی اطاعت ہے - تو پھر اس کی معصیت اللہ اور اسکے رسول کی معصیت ہی - اور مذکورہ بالا مسلم کی حدیث اس کی صحیح اور واضح ترین تفسیر بزبان رسول اللہ صلعم ہے - اور یہی وجہ ہے کہ یہاں پر فردوہ الی اللہ والرسول فرمایا ہے نہ یہ کہ فردوہ الی حکم اللہ وحکم رسول اللہ یا الی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ - کیونکہ یہاں پر امیر کے نائب اللہ اور نائب الرسول ہونے کیطرف متوجہ کرنا مقصود ہے جس کو موجودہ عبارت ادا کرتی ہے نہ کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ کے احکام کی طرف متوجہ کرنا جس کو یہ مصنوعی عبارت ادا کرتی ہے - اور موجودہ عبارت اس کے مناسب حال نہیں۔

اور جب امیر کے آگے مرافعہ نزاع اللہ اور رسول کیطرح دافعہ ہوا - تو انہیں انکو یہی سمجھایا گیا - کہ امیر کے فیصلہ اور حکم کے خلاف کو تو تم معمولی امر سمجھ سکتے ہو - مگر جبکہ نائب اللہ اور نائب الرسول ہے - تو اللہ اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی پر تو تم بلحاظ مومن ہونیکے ایمان رکھتے ہو کہ سزا ہوتی ہے لہذا اس سے تمکو یہ بھی سمجھ لینا چاہئے - کہ پھر انکے نائب کا حکم بھی چونکہ انہی کا حکم ہے تو پھر اسکی نافرمانی پر بھی ضرور ہی سزا ہوگی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح والمہدی نے ۸ مئی ۱۹۱۴ء کو دیا۔

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ۔ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔

بہت سی جگہ انسان اسلئے ٹھوکر کھاتا ہے کہ وہ کسی غصہ اور جوش میں آکر ایک حق بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک مبلغ کسی کو تبلیغ کرنے جائے۔ اور جاتے ہی اس کو گالیاں سنانی شروع کر دے تو اس کی بات کا کہاں اثر ہوگا۔ اور اس کی بات کب کوئی مانیگا کیونکہ جس کو وہ تبلیغ کرے گا وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے میرے سامنے اپنی باتوں کو ایسے رنگ میں پیش کیا تھا کہ میں مان نہیں سکتا تھا۔ بہت سے ایسے معاملات جو بُرے طریق پر پیش کئے جاتے ہیں۔ لوگوں کو سچائی کے ماننے سے روک دیتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی نسبت اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ اگر اس میں لکھا ہوتا کہ (نعوذ باللہ) موسیٰ جھوٹے ہیں یا توریت اللہ کی طرف سے نہیں ہے یا مسیح کا دعویٰ نبوت غلط ہے یا انجیل الہامی کتاب نہیں ہے تو اس صورت میں بھی جو کچھ قرآن پیش کرتا غور کرنے کے قابل تھا لیکن اس میں تو ایسا نہیں ہے بلکہ یہ تو تمہارے عقائد کے مطابق انکی تصدیق کرتا ہے اسلئے تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ قرآن ہمارے سامنے ہمارے عقائد کو بُرے اور جوش دلانیوالے رنگ میں پیش کرتا ہے اسلئے ہم مان نہیں سکتے۔ تم کو تو ہماری کتاب پر غور کرنے کا بڑا موقعہ تھا۔ اور تم ٹھنڈے دل سے اس پر غور کر سکتے تھے ٭

اگر ایک یہودی ایک عیسائی کو تبلیغ کرے تو اس کو کہنا پڑے گا کہ انجیل خدا کی کتاب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک عیسائی ہندو کو تبلیغ کرے تو وہ وید کو جھوٹا کہے گا اور وہ یہ بھی کہیگا کہ تم میں کوئی نبی نہیں آیا۔ لیکن قرآن شریف ایسا نہیں کہتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ۔ کوئی ایسی امت نہیں جس میں کوئی نبی نہ آیا ہو۔ پس لئے قرآن شریف کے ماننے والا کبھی نہیں کہیگا کہ اور مذہب والوں میں کوئی نبی نہیں آیا وہ تو جب یہ سنیگا کہ کوئی قوم کہتی ہے کہ ہم میں فلاں نبی آیا تو وہ کہیگا کہ سبحان اللہ! اس سے تو قرآن شریف کی صداقت ثابت ہو رہی ہے۔ باقی تمام مذاہب کو یہ مشکلات پیش آرہی ہیں کہ نئے نئے مذہب نکلتے آتے ہیں لیکن کسی لاکھ نہیں بلکہ اگر کئی کروڑ بھی مذاہب پیدا ہو جائیں تو بھی قرآن شریف کے ماننے والے کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ قرآن شریف کہتا ہے کہ ہر ایک مذہب میں نبی آئے ہیں اسلئے اس کو کسی نبی کو نبی ماننے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی اگر غور کیا جاوے تو بڑے غضب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب سورج۔ ہوا۔ پانی۔ زمین اور دیگر خدا کے انعامات سے دنیا کا ہر ایک فرقہ بلا کسی خصوصیت کے یکساں طور پر فائدہ اٹھاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ کوئی فرقہ کسی نبی کی ہدایت سے محروم رکھا جائے جو کہ خدا کے انعاموں میں سے ایک انعام ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی کسی کو یہ کہنے کا حق ہے کہ قرآن سے پہلے کوئی الہامی کتاب نہ تھی۔ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا کیا وہ خدا کے بندے نہیں تھے جو اس انعام سے محروم رکھے جاتے۔ ہر ایک مذہب میں جو نبی آئے ہیں اور جو جو کتابیں ان پر نازل ہوئیں قرآن ان سب کی تصدیق کرتا ہے۔ تو جب قرآن ان کی تصدیق کرتا ہے تو اے اہل کتاب تم ایسی سچی کتاب کو کیوں نہیں مانتے اور کیوں اس پر عمل نہیں کرتے ٭

ہم پہلی کتابوں کو کس طرح سچا مانتے ہیں؟

پہلی کتابوں کو سچا ماننا اور بات ہے اور ان شریعتوں پر عمل کرنا اور بات۔ کیونکہ شریعت ایک قانون ہوتا ہے جس طرح ایک قانون دوسرے قانون کے نافذ ہونے کی وجہ سے منسوخ ہو جاتا ہے اسی طرح پہلی شریعت دوسری شریعت سے منسوخ ہو جاتی ہے یہ قانون قدرت ہے کہ مختلف حالتوں کے ماتحت اشیاء تبدیل ہوتی رہتی ہیں مثلاً غلہ ہے اس کو اگر انسان استعمال کریں تو یہ کچھ مدت کے بعد گل سڑ کر خراب ہو جاتا ہے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ایک وقت تو پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں لیکن دوسرے وقت میں انہی سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے اور وہ پسندیدگی اور نفع رسانی کے قابل نہیں رہتیں ہر زمانہ میں نبی آئے لیکن ان کے بعد کے آنیوالے نبیوں نے انکی شریعتوں کو منسوخ کیا۔ ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کو موسیٰ علیہ السلام نے منسوخ کیا ویدوں کی شریعت کو رامچندر جی نے منسوخ کیا اسی طرح قرآن شریف نے پہلی سب کتابوں پر عمل درآمد کرنے کو منسوخ کر دیا ہے لیکن ان کے منجانب اللہ ہونے سے انکار نہیں کیا ٭

وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ

ایک شخص ہوتا ہے جس نے کسی چیز کا مزا نہیں چکھا ہو مثلاً یورپ میں آم نہیں ہوتا۔ اسلئے اگر ہم کسی یورپین کو بتائیں کہ آم کا یہ مزا ہوتا ہے تو اگر وہ انکار کر دے تو گو وہ جھوٹا ہے لیکن وہ معذور بھی ہے لیکن اگر کوئی ہندوستانی اس بات سے انکار کرے تو وہ اس کی نسبت زیادہ جھوٹ کا مرتکب ہوگا اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو فرماتا ہے کہ تم نے تو خدا کی کتابوں کا مزا چکھا ہوا ہے تم الہام کو مانتے ہو شریعت کو مانتے ہو نبیوں کو مانتے ہو تو پھر تمہارا حق نہیں کہ تم پہلے پہل انکار کر دو ٭

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری تعلیموں کا تھوڑا مول کیوں لیتے ہو کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے جب کوئی قوم گندی ہو جاتی ہے تو خدا کی آیتوں کے اپنے خیال بنانے شروع کر دیتی ہے۔ مسلمان دوکاندار جو قرآن شریف فروخت کرنے میں یہی آیۃ سنا کر جاہل لوگوں سے آنوں کی بجائے روپے وصول کرتے ہیں اگر کوئی قرآن شریف کی قیمت ۱۰ر یا ۱۲ر کہے تو کہتے ہیں کہ توبہ توبہ خدا کے کلام کی اتنی تھوڑی قیمت۔ حالانکہ قرآن شریف میں ثمناً قلیلاً کے معنے خداوند تعالیٰ نے خود فرما دیئے ہیں کہ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ یعنے دنیا میں جو کچھ بھی ہے قلیل ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم دین کو بیچ کر دنیا نہ لو۔ آجکل مسلمان چند آنوں کے بدلے قرآن شریف اٹھانے کے لئے کچہریوں کے دروازوں پر پھرتے رہتے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے اہل کتاب جب تم کو میری تعلیم سچی معلوم ہوتی ہے تو دنیا کی خاطر اس کو نہ چھوڑو۔ تم کو اگر اس کی وجہ سے اپنا وطن دین مال اور اولاد چھوڑنی پڑے تو کوئی پرواہ نہ کرو کیونکہ یہ چیزیں تم کو کوئی فائدہ نہیں دے سکینگی۔ اور نہ خدا کے عذاب سے بچا سکینگی اگر کوئی آدمی کوڑھی ہو جائے تو وہی اس کے عزیز اور رشتہ دار جو اس کے ہاتھ چومتے تھے اس سے گھن کرنے لگتے ہیں اور پاس نہیں بیٹھنے دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے عذاب بڑے خطرناک ہوتے ہیں اسلئے تم مجھ سے ڈرو۔ جب تم کو اس دنیا میں میرے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا تو آخرۃ میں کون بچائیگا ٭

اسلام کی حالت

اسوقت اسلام پر بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ مسلمانوں نے قرآن شریف کو شریعت کو اور اعمال صالحہ کو چھوڑ دیا ہے دین کو بھلا کر دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں اس وقت صرف تمہاری ہی ایک جماعت ہے جو ترقی کر سکتی ہے تمہارے لئے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں تم نے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا وعدہ کیا ہوا ہے تم اپنی گفتار سے رفتار سے اعمال سے دنیا پر ثابت کر دو کہ ہمارے سامنے دین کے مقابلہ میں دنیا کوئی ہستی نہیں رکھتی یہ مت خیال کرو کہ تم کسی کی ناراضگی اور دشمنی کی وجہ سے ذلیل ہو جاؤ گے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تم اپنے آقا حضرت مسیح موعود ومہدی مسعود کو دیکھو کہ دنیا نے ذلیل کرنے میں کتنی کوشش کی حکومت کی طرف سے مقدمے بنائے گئے۔ عوام نے مقدمے کرنے میں ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگایا لیکن خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ جانے دی۔ اگر تم ان کے پیچھے فرمانبردار رہو تو کوئی دنیا کی تکلیف تمہیں نہیں پہنچ سکتی۔ اگر ایسے ہو جاؤ گے تو خداوند تعالیٰ یقیناً تمہیں کبھی ذلیل نہیں ہونے دیگا ٭

چند ضروری خبریں!

ترقی اسلام

الحمد للہ کہ ترقی اسلام کا چندہ برابر ترقی کر رہا ہے۔ اور اس وقت تک تقریباً سات ہزار روپیہ کے وعدے ہو چکے ہیں۔ بعض دوست خاص اخلاص اور جوش سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے۔

بہت سی جماعتیں مشورہ کر رہی ہیں۔ اور اس بات کی منتظر ہیں کہ سب جماعت کو اکٹھا کر کے وعدے لئے جائیں۔ اور کل رقم کی اطلاع قادیان کی جائے۔ اور یہی بات درست معلوم ہوتی ہے ہاں بعض دوست اعلان ضروری کو پڑھ کر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کہ فوراً لبیک کہیں۔ اور وہ اپنی جماعت کے مشترکہ چندہ کی تجویز سے پہلے ہی علیحدہ خط کے ذریعہ اپنی مستعدی کا اظہار فرما دیتے ہیں چنانچہ مستری قادر بخش صاحب دہلی نے اعلان کو پڑھتے ہی ۵۰ روپیہ فوراً بھیج دئے۔ میاں نبی بخش صاحب امرتسر نے اکیاون روپیہ کا وعدہ کیا۔ جو چار پانچ دن میں ادا ہو جائیگا۔ اسی طرح اور متفرق رقمیں آئی ہیں۔ مگر اکثر جگہ پر جماعتیں مل کر کام کر رہی ہیں۔

سیالکوٹ کیا کر رہا ہے؟

ضلع سیالکوٹ ہمیشہ اخلاص میں دوسری جماعتوں سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب کی دفعہ بھی اعلان پہنچتے ہی کارکنان انجمن سیالکوٹ نے تجویز کی۔ کہ فوراً ضلع سیالکوٹ کے کل دیہات کے پریزیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کا ایک جلسہ کیا جائے۔ اور اس میں اس اعلان میں حصہ لینے کی خاص طور پر تحریک ہو۔ اور ہر ایک گاؤں پر ایک رقم پڑ جائے۔ جو بہت جلد سے ادا کرے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ سیالکوٹ اب کے بھی اپنے اخلاص کا خاص نمونہ دکھائیگا۔ یہ بات بھی سیالکوٹ ہی کی جماعت کو سب سے پہلے سوجھی ہے۔ کہ چونکہ ایک حصہ جماعت کا علیحدہ ہو گیا ہے۔ اس لئے سب لوگ

"اپنا چندہ ڈیوڑھا کر دیں"!!

اور اس جلسہ میں اس تجویز پر بھی غور ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان مخلصین پر اپنا خاص فضل فرمائے۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سٹیشن ماسٹر اس پر پہلے سے ہی عامل ہو رہے ہیں۔

ضلع گورداسپور کا چندہ ۵½ ہزار تک پہنچ گیا ہے اور ابھی بڑھ رہا ہے

"اخلاص کا بہترین نمونہ"

زمیندار کی کل آمدنی اس کی زمین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور اسکی زندگی کا دارومدار زمین پر ہی ہے۔ اور اسے اپنی زمین جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے جس سے جدا ہونا وہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ لیکن دین کی محبت بھی ایسی چیز ہے۔ کہ اس کے ہوتے ہوئے دنیا کی محبت بالکل سرد پڑ جاتی ہے۔ ضلع گورداسپور میں ایک چھوٹا سا گاؤں اٹھوال ہے۔ وہاں کچھ لوگ چندہ کی وصولی کے لئے گئے۔ تو وہاں کے احمدیوں نے دو سو روپیہ کا وعدہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا۔ کہ

"حضرت خلیفۃ المسیح کو کہدیں۔ کہ اگر موجودہ مشکلات میں روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو ہم بخوشی اپنی زمینیں رہن رکھنے کے لئے تیار ہیں"

خدا تعالیٰ کی ہزارہا رحمتیں ہوں اس سرزمین پر جس میں سے دین کی خدمت کے لئے یہ اخلاص بھری آواز آئی۔ یہ وہ اخلاص ہے جسکا نمونہ ہم احمدی جماعت کے غریب امیر سے دیکھنا چاہتے ہیں اور اگر سب لوگ اسی نمونہ پر کاربند ہوں۔ تو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کا جمع ہو جانا ذرا بھی مشکل نہیں اگر ہر ایک غریب و امیر اپنی ایک ماہ کی آمدنی بخوشی اس چندہ میں دیدے۔ تو کیا پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کا جمع ہونا کچھ مشکل ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ قادیان کے لوگ ابتداء کر چکے ہیں۔ نمونہ موجود ہے۔ نمونہ پر چلنے والے چاہئیں۔ ہاں قادیان کے احباب کی طرح یہ بات ضروری ہے۔ کہ ماہواری چندوں پر اثر نہ پڑے۔ بلکہ سیالکوٹ کا نمونہ زیر نظر رہے۔

اگلے اخبار میں ہم وہ سب رقوم جو اسوقت تک وصول ہو چکی ہونگی۔ بالتفصیل شایع کر دیں گے۔ انشاء اللہ

دعوت الی الخیر

تبلیغ کا کام جاری ہے۔ ہمیر پور کے بعد جیسا کہ لکھا جا چکا ہے مفتی محمد صادق صاحب اور میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق گھوسی تشریف لے گئے تھے۔ الحمد للہ کہ وہاں اچھی کامیابی ہوئی۔ یہ وہ جگہ تھی۔ کہ جہاں لوگ احمدیت کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ اور سخت مخالفت پر آمادہ تھے۔ سارے ضلع میں غالباً صرف ایک مولوی محمد حسین صاحب بی اے ڈپٹی انسپکٹر مدارس سہارنپور احمدی ہیں۔ اور وہ سہارنپور رہتے ہیں۔ اس جگہ احمدیت کی تبلیغ کا ہونا نہایت خوش کن خبر ہے امید ہے وہاں بہت جلد جماعت قائم ہو جائیگی۔ مفتی محمد صادق صاحب کا جو خط وہاں کی کارروائی کی نسبت آیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ یہاں اچھی طرح تبلیغ ہوئی۔ آریہ مت کے متعلق لیکچر دئے گئے۔ مگر آریہ مقابلہ نہ کر سکے۔ ان علاقوں میں آریوں کا بہت زور ہے۔ مگر الحمد للہ ان کے مقابلہ میں کامیابی ہوئی۔ احمدیت کی بھی تبلیغ ہوئی اور لوگوں نے وعظ شوق سے سنے اور امید ہے کہ عنقریب وہاں احمدیہ جماعت قائم ہو جائے گی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

چودہری ظفر اللہ خان صاحب

پچھلے ہفتہ ولایت میں بیعت کرنے والوں کی تعداد بتائی گئی تھی اور لکھا گیا تھا۔ کہ چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کا بیعت کا خط ابھی نہیں آیا۔ سو اب کے ہفتہ کی ڈاک میں ان کا خط بھی آ گیا۔ جسکا مضمون حسب ذیل ہے۔

امامنا و سیدنا! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

غلام بوجہ تعطیلات ایسٹر ۲½ ہفتوں کا عرصہ انگلستان سے باہر رہا۔ حضرت خلیفہ اول کی وفات کی پُر ملال خبر تو یہاں سے رخصت ہونے سے پیشتر مل چکی تھی۔ لیکن بعد کے حالات سے اب تک بے خبری تھی۔ کیونکہ سفر میں ڈاک ملنے کا انتظام نہ تھا۔ آج واپسی پر ہندوستان کی ڈاک ملی جس میں الفضل کے پرچے بھی تھے۔ جو ابتلاء اس **وقت قوم کو پیش آیا ہے اُسکا خوف تو پیشتر ہی تھا۔** لیکن اسقدر فساد کی توقع نہ تھی۔ غلام کی ناقص رائے میں تو فیصلے کی کوئی بات ہی نہیں۔ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اور چونکہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے اس منصب کے لئے چن لیا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض امنا و صدقنا ہے حضور غلام کی بیعت قبول فرما دیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں۔ کہ غلام اس عہد پر اخلاص کے ساتھ قائم رہے۔ اور اسے پورا کرنے کی توفیق دے آمین حضور پر اسوقت فرائض خلافت اور دیگر افکار کا ہجوم ہو گا۔ اس لئے انہی چند سطور پر اکتفا کرتا ہوں۔ امید ہے کہ حضور اس دور افتادہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی خاص نصرت حضور کے شامل حال کرے۔ آمین! والسلام

حضور کا غلام ظفر اللہ خان

مصر

مصر میں تبلیغ کا کام بدستور جاری ہے۔ شیخ عبد الرحمن صاحب کا تازہ خط درج ذیل ہے جس اخبار کے مضمون کا حوالہ انہوں نے دیا ہے وہ بھی انشاء اللہ آئندہ کسی پرچہ میں ترجمہ کر کے شائع کر دیا جائیگا تاکہ ناظرین کو مصر کی مخالفت کی طرز بھی معلوم ہو جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیدی امیر المومنین! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

خط ملا۔ پچاس عدد ٹریکٹ گذشتہ ڈاک میں ارسال کر چکا ہوں۔ امید ہے۔ پہنچ گئے ہونگے۔ گذشتہ ہفتہ خط نہ لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ عکاظ نامی ایک اخبار نے ہمارے رسالہ پر کچھ لکھا تھا۔ اور اسی دن مجھے معلوم ہوا۔ اس واسطے میں اس کی تلاش میں لگا رہا۔ کہ ملے تو ارسال کر دوں۔ تلاش میں ہی وقت ڈاک گذر گیا۔ اس لئے اس ہفتہ ارسال خدمت کرتا ہوں۔ بہت سی گالیاں نکالی ہیں علماء اور حکومت کو بھڑکایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جواب کسی اخبار میں نہیں

اگر ایک اخبار بھی اس کو نقل کر دیتا۔ تو پھر امید ہو سکتی تھی۔ کہ وہ ہمارے جوابات کو بھی شائع کرے۔ اس لئے میں نے عرض کیا تھا۔ کہ اگر ٹریکٹ کو عام طور پر شائع کیا جائے۔ تو لوگوں کو خبر ہو جائیگی۔ وہی طریقے تھے۔ اگر اخبار میں شائع ہو جاتا۔ تو پھر تو عام پتہ لگ جاتا۔ لیکن اب جبکہ کسی اخبار میں شائع نہیں ہوا۔ تو سوائے تقسیم کرنے کے لوگوں کو کس طرح اطلاع ہوگی آگے حضور جس طرح مناسب سمجھیں۔ حضور کے حکم کا منتظر ہوں۔ (ان کو لکھا گیا تھا۔ کہ پہلے صرف اخبارات کو بھیجا جائے اب عام اشاعت کی اجازت دیدی گئی ہے)

قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا ہے۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا تھا۔ اور اس نے ٹریکٹ مانگا تھا۔ کوئی بیس ایک لیگیا تھا پھر تھوڑی دیر بعد آکر پوچھنے لگا۔ کہ اس پر کسی مطبع کا نام نہیں۔ کس مطبع میں چھپا ہے۔ میں نے نام بتا دیا۔ پھر مطبع والے کے پاس گیا۔ اور اس سے کچھ امور دریافت کئے۔ مطبع والے نے مجھے بلا کر کہا۔ کہ یہ آدمی خفیہ پولیس کا ہے۔ یہ اس کے خلاف حکومت میں کوشش کریگا۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے اس وقت تک اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اور نہ ہی وہ پھر میرے پاس آیا۔

اب اس اخبار والے نے حکومت کو اور علماء دونوں کو اکسایا ہے۔ چنانچہ اس کے دونوں حصہ ارسال خدمت ہیں (الفتنہ نائمہ) ہیڈنگ کے ماتحت تو ہمیں گالیاں دی ہیں۔ اور حکومت کو بھڑکایا ہے۔ اور (علماء ازہر و علماء اسلام) کے ماتحت علماء کو برانگیختہ کیا ہے۔ اس جگہ جو جمعیات مسیحیوں کے خلاف قائم ہوئی ہیں۔ ان میں جاتا ہوں۔ یہاں کے علماء کا سارا زور صرف لوگوں کو مسیحی مجالس اور مسیحی شفاخانوں ان کی جمعیات میں جانے سے روکنے پر ہے خود اسلام کی خوبیاں بیان کرنے سے عاجز ہیں"۔

نامۂ صادق

آرہ سے بانکی پور آیا۔

محمد نصر اللہ خاں ایم۔ اے نے بیعت کی۔ خان بہادر خدابخش صاحب مرحوم کی لائبریری کے صحن میں توحید و رسالت پر کامیاب و پر زور لیکچر ہوا۔ جلسہ کے مہتمم خان بہادر مولوی ابوالحسن خان صاحب جج پنشنر تھے غیر احمدی کثرت سے شامل تھے۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ

ماسٹر عبد الرحمن صاحب جو آج کل بی۔ اے کا امتحان دے رہے ہیں۔ اپنی تصنیف کتب۔ اسلام کی پہلی ضرورت زمانہ ایک مقرر تعداد تک مفت دینگے۔ درخواستیں صرف مستحقین کریں۔ اور محصول ڈاک ساتھ بھیجیں۔

(محمد یامین تاجر کتب قادیان)

ضرورت!

ایک احمدی لڑکی بیوہ قوم ککے زئی۔ خواندہ حسین امورات خانہ داری۔ سوئی۔ کشیدہ میں ہوشیار معزز خاندان۔ عمر ۱۷ سال۔ کے لئے ایک رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا نوعمر ککے زئی احمدی اور کم سے کم انٹرنس پاس ہو۔ ماہواری آمدنی للعہ سے کم نہ ہو۔ درخواست بنام اے شفیع رحمت بازار مکان نمبر ۳ لکھنؤ ہو۔

مندرجہ ذیل ملازموں کی ضرورت ہے!

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد	ابتدائی تنخواہ	حد ترقی	کیفیت (درخواست بذریعہ منیجر اخبار الفضل قادیان ہو!)
۱	خدمتگار	۲	فیکس ۱۰عہ	۱۲عہ	(۱) خواندہ۔ محنتی۔ ہوشیار اور احمدی ہو۔
۲	سائیس	۲	۱۰عہ	۱۲عہ	(۲) پوربیا اور احمدی کو ترجیح دیجائیگی!
۳	باورچی	۱	۱۰عہ	۱۳عہ	ہوشیار ہو۔ نوعمر ہو۔ تو کھایا بھی جا سکتا ہے۔ ہر قسم کا کھانا پکا سکتا ہو ہندستانی اور احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۴	دھوبی	۱	۱۸یا۲۰	[illegible]	کف کالر گرم سردیسی۔ انگریزی مردانہ زنانہ کپڑے خوب دھو سکتا ہو۔ پوربیا کو ترجیح دیجائیگی۔
۵	درزی	۱	۱۲یا۱۵	۱۵یا۲۰	جب لیاقت دکام۔ احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۶	کوچبان	۱	۱۰عہ	۱۲عہ	اچھا ہوشیار ہو احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۷	بیلدار	۴	فیکس ۱۰عہ	۱۲عہ	برے ... بلی
۸	خادمہ	۱	روٹی کپڑا علاوہ تنخواہ	×	احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔ خادمہ محنتی اور ہوشیار ہو بچہ کار کھ رکھاؤ خوب جانتی ہو تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت۔
۹	خادمہ	۱	روٹی کپڑا دیا جائیگا	×	اگر خادمہ کی لڑکی ہو تو اور بہتر عمر ۹ سے ۱۱ سال تک
۱۰	مشعلچی	۱	۶	۸	احمدی کو ترجیح دیجائیگی۔
۱۱	خاکروب خاکروبہ		۱۰عہ	۱۲عہ	عورت مرد دونوں کو کام کرنا ہوگا۔
۱۲	سقہ	۲	فیکس ۱۰عہ	۱۲عہ	
۱۳	ماما	۱	×	×	کھانا عمدہ پکا سکتی ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو۔
۱۴	مغلانی	۱	×	×	تنخواہ حسب لیاقت۔ تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو۔ سینا پرونا خوب جانتی ہو خواندہ ہو تو بہتر ہے۔
۱۵	باغبان	۱	۱۵عہ	۲۰عہ	کام انگریزی۔ دیسی درختوں پھولوں۔ ترکاریوں کا خوب جانتا ہو۔

نوٹ:۔ تمام ملازم خوش چلن ہونے چاہئیں۔ پوربیا اور خاکروب خصوصاً شرابی نہ ہوں۔

درخواستیں بذریعہ منیجر الفضل قادیان ہوں۔

ہیوٹ انجینیرنگ سکول لکھنؤ

(بہ سرپرستی لوکل گورنمنٹ)

چونکہ انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ و محکمہ بندوبست میں نقشہ و پیمائش جاننے والوں کی ضرورت رہتی ہے۔ لہذا اس سکول میں انجینیری کے متعلق سب اوورسیری نقشہ نویسی اور امانت کے درجوں کی تعلیم دیجاتی ہے۔ زمانہ تعلیم پندرہ ماہ مگر صیغہ امانت کیلئے ۳ ماہ طلباء انگریزی خواں ہوں۔ یا اردو مڈل پاس اگر مڈل پاس ہوں۔ تو ریاضی و مساحت اچھی طرح جانتے ہوں لوکل گورنمنٹ نے اس سکول کی نمایاں ترقی دیکھکر اپنی خوشنودی اور سرپرستی سے معزز فرمایا اور حکام کو توجہ دلائی۔ کہ اس سکول کے پاس شدہ طلباء کو حصول ملازمت میں امداد فرماویں۔ اور ۱۹۱۴ء سے اس سکول کا الحاق میونسپل اینڈ سینیٹری انجینیرنگ کالج لنڈن سے بھی ہوگیا ہے۔ اور بجائے ۲۴ ماہ کے ۱۸ ماہ اس سکول کے پاس شدہ انگریزی دان طلباء کو لنڈن میں تعلیم دیجاویگی۔ اور لنڈن کالج نے ۶ ماہ کی رعایت طلباء کے ساتھ منظور کی ہے۔

اردو یا انگریزی کے مفصل قواعد معہ نقول گورنمنٹ آرڈر سارٹیفکیٹ حکام و معائنہ جات حکام وغیرہ آدہ آنہ کا ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتے ہیں

المشتہر: منیجر ہیوٹ انجینیرنگ سکول لکھنؤ